یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب
والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون

الرسالۃ النافعہ

الموسوم بہ

تحریم الخمر فی الاسلام

مصنفہ

عالیجناب قدوۃ ارباب التحقیق حضرت معین العلماء علامہ ہندی
حکیم الامۃ مولانا السید احمد صاحب مجتہد العصر مدظلہ العالی لکھنوی
مصنف حمایت الاسلام و فلسفۃ الاسلام وغیرہ

باہتمام احمد علی عبدالرسول نادر

در مطبع نادری جبل پور حلیہ طبع پوشید

قیمت فی جلد ۳ر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ
وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

الرسالۃ النافعہ

الموسوم بہ

تحریم الخمر فی الاسلام

مصنفہ

عالیجناب قدوۃ ارباب التحقیق حضرت معین العلماء علامہ ہندی
حکیم الامۃ مولانا السید احمد صاحب مجتہد العصر مدظلہ العالی لکھنوی

مصنف حمایت الاسلام و فلسفۃ الاسلام وغیرہ

(۵)

باہتمام احمد علی عبدالرسول نادر

در مطبع نادری جبل پور حلیۂ طبع پوشید

قیمت فی جلد ۳/

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

حضرات مورخین و مصنفین! کیا میں اس مخلصانہ شکایت میں حق بجانب نہ ہوں گا، اگر میں اُن مورخین و مصنفین سے شکایت کروں جنھوں نے اسلامی واقعات کو دُہرانے میں قرآن مجید کو جو بہترین ذخیرہ اسلامی زندگی کا ہے پس پشت ڈال کر، ناسمجھ مصنفین کی ظاہری شہرت و ناموری سے مرعوب ہو کر کچھ ایسے واقعات اپنی تصانیف میں درج کر دئے جس سے بہتری کے عوض اسلام کی خانہ خرابی ہوئی ہے،

ایسے واقعات کو ایک مسلمان دیکھ کر کانپ اُٹھتا ہے، مخالفینِ مذہب کے لئے تمسخر و استہزاء کا ایک نیا باب مفتوح ہو جاتا ہے، بجائے اِس کے کہ وہ اِسلامی خدمت ہو، اِسلام کے لئے ایک کاری ضرب ہوتی ہے،

یہ دوست نادان چند وجوہ سے ایسی غلطی میں مبتلا ہوتے ہیں،

(۱) اپنی آزادی کی نمائش و انصاف پسندی کا اظہار اِس صورت سے کہ اگرچہ ہم مسلمان ہیں لیکن مورخ کو آزاد رہنا چاہئے، اِس لئے گھر کی بُری باتوں کی نقل میں بھی ہم کو دریغ نہیں،

بیشک سچ ہے، ایسا ہی ہونا چاہئے، مگر جب کسی مذہب میں ایسے چند بدنما نمونے دستیاب ہو جاویں تو صداقت و انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ اُس مذہب کو خیر باد کہو، اِس کی حمایت ناقابلِ عفو جرم ہے،

(۲) یا ان کو سلیقہ نہیں کہ قرآنی روشنی میں واقعات کی جانچ کریں،

(۳) یا سابق مصنفین کی بیجا حمایت،

(۴) یا کسی ذات سے تعصّب و عناد،

جدید مصنّفین کا فرض

ایک نئی تصنیف کرنے والے کا فرض ہونا چاہئے کہ اُن فرسودہ و پارینہ خیالات کو جو کسی وجہ سے مدوّن ہو گئے ہیں، نکال باہر کرے اور اسلام کے نور آگیں چہرے کو ایسے بدنما داغوں سے پاک و صاف کرے، نہ کہ اُن مزخرفات کو بار بار دُہرانے اور ذکر کرنے سے غلطی کی تائید ہو،

میرے دوست ملّا طیّب علی عبد الرسول صاحب جبل پوری بمبئی اسٹیشن پر ملے جب کہ میں مارچ ۱۹۲۵ء کو شیعہ کانفرنس کے اجلاس سے لکھنؤ واپس ہو رہا تھا، اور مجھے مولانا شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی جلد ۲، صفحہ ۱۱۳ کے

اُس مضمون کی طرف توجہ دلائی جو جناب امیر علیہ السلام کے متعلق العیاذ باللہ شراب پی کر نماز پڑھنے اور آیۂ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی کے نازل ہونے کی بابت درج تھا، مجھ کو کمال حیرت ہوئی،

وجہ حیرت

مجھ کو شبلی صاحب کی کسی تصنیف کے دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا، اور اپنی خوش یاوری سے موصوف کو روشن خیال تاریخ داں سمجھتا تھا، خصوص جس وقت سے اِس کا علم ہوا کہ حضور ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال زاد اقبالہا نے اپنی دریادلی سے ایک گراں بہا عطیہ "سیرۃ النبی" کے واسطے دیا جو اِس کتاب کی مقبولیت کی ضمانت تھی، میں نے سیرۃ النبی کو اپنے دوست ملّا صاحب کے کہنے سے دیکھا، اور میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی، نہ صرف اِس وجہ سے کہ اِسلام کے ایک ہیرو کے متعلق ایسا غلط اتہام مولانا شبلی صاحب نے کیوں پسند کیا، بلکہ اِس وجہ سے بھی کہ تاریخ حرمت شراب خواری میں مثل پچھلوں کے اِن جناب نے بھی فاش غلطی ہے اور یہ جدید مصنف بھی سابقین کی فہرست میں ایک اضافہ ہے، ہر چند کہ یہ شبلی صاحب کی گڑھت نہیں ہے، سنن ابوداؤد میں مندرج ہے مگر رونا تو اِس کا ہے کہ شبلی صاحب نے اتنا روپیہ لینے پر بھی وہی پرانی

داغ بیل ڈالی جس میں دوسرے مبتلا ہو چکے ہیں،

قصہ حرمت خمر از سیرۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۱۱۲

اب ہم سیرۃ النبی سے اُس واقعہ فاجعہ کو بھی نقل کرتے ہیں جس کے بعد تنقید کریں گے،

"عرب کو شراب سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ تھی، تمام ملک اِس مرض میں مبتلا تھا، عرب کی شاعری کا موضوعِ اعظم شراب ہے، مصلحت کے لحاظ سے اسلام کے تمام احکام بتدریج آئے ہیں، اسی طرح شراب بھی بتدریج حرام کی گئی، مدینہ میں شراب خواری کا رواج کسی قدر زیادہ تھا، بڑے بڑے شہری علانیہ شراب پیتے تھے، عرب میں ایسے بھی نیک لوگ تھے، جنہوں نے شراب پینی چھوڑ دی تھی، اور اِس کو خلاف اتقا سمجھتے تھے، ابھی تک اِسلام نے اُس کے متعلق کوئی اپنا فیصلہ نہ سنایا تھا، لوگوں نے پوچھنا شروع کیا کہ شراب کے متعلق کیا حکم ہے، حضرت عمر نے کہا،

اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شفاء — اے خدا شراب کے بارے میں ہمارے لئے شافی بیان کر دے

اِس پر یہ آیت اُتری،

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ	لوگ تم سے شراب اور جوئے کی بابت دریافت
فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ	کرتے ہیں، تم کہدو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ
وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ،	ہے اور فایدے بھی ہیں لیکن فائدے سے گناہ
(بقرہ رکوع ۲۶)	بڑھ کر ہے،

اِس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی لوگ شراب پیتے رہے، ایک دفعہ ایک انصاری نے حضرت علیؑ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی دعوت کی، جس میں شراب بھی تھی، کھانے کے بعد مغرب کا وقت آگیا، اور حضرت علیؑ نے نماز پڑھائی، لیکن نشہ کے خمار میں کچھ کا کچھ پڑھ گئے، (حضرت عمر نے پھر دعا کی کہ خدایا شراب کے بارے میں صاف صاف بیان کردے) اِس پر یہ آیت اُتری،

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى	نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو، یہاں تک
حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ، (لنساء)	کہ جو تم کہو اُس کو سمجھ بھی سکو،

اِس آیت کے نازل ہونے کے بعد جب نماز کا وقت آتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک منادی اعلان کرتا تھا کہ "کوئی مخمور نماز میں نہ شامل ہونے پائے"، لیکن چونکہ عام حکم نہ تھا، اِس لئے نماز کے سوا باقی اوقات میں لوگ بے تکلف پیتے پلاتے تھے، حضرت عمر نے پھر وہی دعا کی، اِسی زمانہ میں

کچھ لوگ شراب پی کر اِس قدر بدمست ہوئے کہ آپس میں مار پیٹ تک نوبت
پہنچ گئی، اِس پر یہ آیت اُتری،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ	مسلمانو! بے شبہ شراب اور جوا اور بت اور
وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ	قمار کے تیر ناپاک ہیں اور شیطان کے کام ہیں، تو
رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ	تم ان سے باز آؤ کہ تم کو فلاح حاصل ہو
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ	شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ تم لوگوں میں
أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ	شراب اور جوے کے ذریعہ سے دشمنی اور
فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ	بغض ڈال دے، اور تم کو خدا کی یاد سے
ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ	اور نماز سے روک دے، تو بولو! تم
مُنْتَهُونَ، (مائدہ)	باز آتے ہو؟

(ان آیتوں کے نزول کے بعد شراب قطعاً حرام ہوگئی، اسی وقت آنحضرت
صلعم نے مدینہ کی گلی کوچوں میں منادی کرادی کہ آج سے شراب حرام ہے، لیکن باایں ہمہ
شراب کی تجارت اور خرید و فروخت جاری تھی، ۸ھ میں یہ بھی حرام ہوگئی، آپ نے
مسجد نبوی میں لوگوں کو جمع کرکے اس کا اُسی وقت اعلان کیا، اِس کے بعد اسی
سال فتح مکہ کے زمانہ میں آپ نے علی الاعلان اُن چیزوں کی تجارت کی ممانعت فرمائی

جس کا کھانا یار کھنا ناجائز ہے، آپ نے فرمایا

ان اللّٰہ و رسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام

خدا اور اس کے رسول نے شراب، مردہ، سور، اور بتوں کی خرید و فروخت حرام کر دی،

یہ تھا بیان شبلی صاحب کا سیرۃ النبی میں،

نتائج

اس بیان سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں حسب ذیل ہیں،

(۱) مصلحت کے لحاظ سے اسلام کے تمام احکام بتدریج آئے ہیں اس لئے شراب بھی بتدریج حرام کی گئی

(۲) حرمت شراب کے پہلے بھی ایسے نیک بندے تھے جنہوں نے شراب پینی چھوڑ دی تھی اور اس کو خلاف اتقا سمجھتے تھے،

(۳) آیہ اوّل کے نزول تک مولانا شبلی صاحب کی سمجھ کے ایک خلیفہ شراب پی لیتے ہیں اور "اثم کبیر" سے بھی سے حرمت اُن کی سمجھ میں نہیں آتی، اور دوسرے خلیفہ صاحب بھی قطعی حرمت نہیں سمجھ سکتے، بار بار بیانِ شافی کی دُعا ہی میں مشغول ہیں،

(۴) شخص انصاری کی دعوت میں (نعوذ باللہ) حضرت علی و حضرت عبدالرحمٰن

بن عوف شراب پی لیتے ہیں، ایک صاحب نشہ کے خمار میں نماز میں کچھ کا کچھ

پڑھا دیتے ہیں، دوسرے صاحب کے مقتدی و ماموم ہونے میں پردہ دری نہیں

ہوتی نہ معلوم ان پر اس شراب کا کتنا اثر ہوا،

تنقید

مولانا شبلی کے دوسرے دعوی کے متعلق ہم کو پہلے ہی یہ کہہ دینا ہے کہ،

بیشک اُس وقت بھی ایسے نیک بندے تھے جو کہ شراب سے محترز رہے

اور اِس کو تقوی کی نشانی سمجھتے تھے، لیکن اِس کی دو شکلیں ہیں،

ایک، کسی شریعت پر عمل کرتے ہوے ان کا یہ فعل تھا،

دوسرے، یا شراب کی عقلی قباحت اور مضرتیں اِس قدر واضح و آشکار

تھیں، جس سے مہذب لوگ خود کو محترز رکھتے تھے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے

لبوں کو اِس ام الخبائث سے آلودہ نہ کرتے تھے،

اگر کسی شریعت کی پابندی تھی تو وہ کون سی شریعت تھی بجز ملّت ابراہیمی

کے جس کے وارث رسول و علی تھے وہ کیونکر مذہب ابراہیمی سے غافل رہے اور

اپنے بزرگوں کی سیرت کو کیوں چھوڑ بیٹھے، ان کی چال چلن کسی وقت میں بھی

ایسی نہ تھی جس پر مورخین عالم میں سے کسی کو بھی نکتہ چینی کا موقع ملا ہو، کاش مولانا

حضرت علی کو اُن ہی متقیوں اور مؤمنوں میں شمار کرتے اور سنن ابوداؤد کی اِس ناپاک روایت کی رد فرماتے،

اگر کہا جاوے کہ صرف عقلی قبائح و نتائج اِس ام الخبائث کے اِس قدر روشن وآشکارا تھے کہ مہذب لوگ اُس سے بچتے تھے، تب بھی کہنے کا موقع ہے ایسے متقی و نیکوں کی نظر میں اُن کی کیا وقعت ہوسکتی ہے جو خود شراب پیویں یا ان کا وہ شاگرد و داماد جو خلیفہ ووصی بھی ہونے والا ہے شراب خواری کرے، جس کی پرورش رسول کی گود میں ہو، اِس منہ سے دعویٰ نبوت و ہدایت انام، لوگوں کو حق تھا کہ وہ کہتے پہلے اپنے گھر کی اصلاح کیجئے پھر دوسروں کی طرف رُخ کیجئے گا،

تیسرے امر کے متعلق، یہ عرض کرنا ہے کہ (آیۂ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ کے) نہ تو خلیفہ چہارم حرمت قطعی شراب کی سمجھے اور نہ جناب خلیفہ دوم، کہ جو بار بار شافی بیان کی خواہش کرتے رہے، اِسی وجہ سے شبلی صاحب بھی آیۂ اوّل کو قطعی حکم نہیں قرار دیتے اور تدریجی حرمت سمجھتے ہیں، معمولی سمجھ والا بھی جانتا ہے کہ جو چیز اِثْمٌ كَبِيرٌ ہو اور گناہ کبیرہ کہہ دی گئی اب اس سے واضح تر حکم حرمت اور کیا ہوسکتا ہے، ہم پوچھتے ہیں کہ جب آیہ میں شراب کو رجس، ناپاک، عمل شیطان، عداوت ڈلوانے والی شئے کہا گیا ہے، کوئی سمجھ دار کہہ سکتا ہے کہ قبل نزول اِس

آیت کے شراب میں صفات مذکورہ نہ تھے، بعد نزول آیہ یہ صفات پیدا ہوئے یہ اسی طرح سے ہے کہ کوئی کہے کہ جب تک طبّی تحقیقات نہ ہوئی تھی شراب مسکر نہ تھی، اِس تحقیق کا یہ اثر ہے کہ شراب میں سکر پیدا کر دیا، جبکہ شراب اپنے وجود کے ساتھ اپنے صفات لائی ہے اور خدا کے برگزیدہ بندے باخبر کر دئے گئے اُس وقت سے ایک منٹ کے لئے بھی وہ اِن خبائث سے آلودہ نہیں ہو سکتے،

مولانا شبلی صاحب پر واضح رہنا چاہئے تھا کہ آیات حرمتِ خمر کے ذکر کے پہلے ہی قرآن مجید اُس کو حرام بتا چکا ہے،

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا	ایمان والو زمین کی چیزوں میں سے کھائیو جو
طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ	حلال وطیب ہے اور شیطانی رستہ پر نہ چلو
إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝	وہ تمہارا دشمن ہے،

اب بتاؤ شراب قبل نزول آیاتِ حرمت حلال وطیب ہو سکتی ہے اگر پاک و پاکیزہ تھی تو رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ بعد میں کیونکر بن گئی، اگر وہ اپنے وجود کے ساتھ رجس وعمل شیطان ہے تو حلال وطیب اُسی وقت سے نہ تھی اور جب حلال وطیب نہ تھی تو مذکورہ آیت کے تحت میں شامل ہو کر پہلے ہی حرام تھی، رسول تو اُس کی حرمت کو جانتے ہی تھے اور جن کی تعلیم و تربیت وہ اپنے ہاتھ سے کریں لامحالہ

اُن کو بھی ام الخبائث سے آگاہ کر دیا ہوگا، چہ جائیکہ نعوذ باللہ خود مرتکب ہوں یا اُن کی گود کے پالے مرتکب ہوں، اور اگر باوجود اس کے بھی مرتکب ہوئے تو بیشک خدا کی نافرمانی کی، اِثْمٌ کَبِیْرٌ کا ارتکاب کیا، اور جان بوجھ کر ایسے جرم عظیم کے مرتکب ہوئے، جس کی کوئی صفائی شبلی صاحب نہیں پیش کر سکتے اور نہ مسند خلافت پر (کسی نمبر میں بھی ہو) لا سکتے ہیں، نہ اِس اسلامی پیرو کو اِس بدنما داغ سے بچا سکتے ہیں،

چوتھے امر کے متعلق، پہلے سند روایت کی تنقید ضروری ہے،

سند روایت

سنن ابوداؤد کی روایت کی سند کو دیکھنا چاہئے جو ایک مورخ و محقق کے واسطے لازمی ہے، پہلا راوی، ابو عبدالرحمٰن سلمی ہے، جس کا نام عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ سلمی کوفی ہے، "تہذیب التہذیب" جلد ۵ صفحہ ۱۸۴ میں ہے،

قال ابن ابی حاتم عن ابیہ	ابن ابی حاتم نے اپنے باپ کا قول نقل کیا ہے کہ اُس کا
لیس تثبت روایتہ عن علی	حضرت علی سے روایت کرنا ثابت نہیں ہے، کسی نے
فقیل لہ یسمع من عثمان قال	پوچھا کہ حضرت عثمان سے اُس نے کچھ سنا ہے کہا
روی عنہ ولم یذکر سماعا	روایت تو اُن سے کرتا ہے مگر سننے کو نہیں کہا کہ سنا ہے

اب ملاحظہ ہو یہ واقعہ ابتدائے ہجرت کا ہے، جب کہ حضرت مدینہ میں تشریف لائے اور جاننے والے محدود آدمی تھے جو نماز میں شریک تھے، جب حضرت علی سے سُنا بھی نہیں تو روایت کیونکر صحیح ہوگی،

علاوہ ازیں اسی "تہذیب" میں ہے:۔

وقال غیرہ عن الواقدی شهد مع علی صفین ثم صار عثمانیا

واقدی کہتے ہیں کہ یہ شخص پہلے جناب امیر کے ساتھ جنگِ صفین میں شریک ہوا اُس کے بعد عثمانی ہوگیا

مورخین جانتے ہیں کہ اُس عہد میں عثمانی کون لوگ کہے جاتے تھے، "تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۴" میں ہے کہ:۔

"وبایعت الانصار الا نفرا یسیرا" تمام انصار نے حضرت علی کی بیعت کی مگر چند لوگوں نے جن کے نام گنانے کے بعد ابنِ اثیر نے کہا ہے "وکانوا عثمانیة" "یہ لوگ عثمانی تھے" یعنی وہ لوگ جو جناب عثمان کے قتل کا ذمّہ دار حضرت علی کو سمجھتے تھے اور آپ کے دشمن تھے، اِس توضیح سے صاف معلوم ہوا کہ ابو عبدالرحمٰن بھی دشمن علی تھا، جس نے اُن جناب پر یہ تہمت لگائی،

ابو عبدالرحمٰن کی دشمنی کی وجہ بھی ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھی ہے، دیکھو "شرح نہج البلاغہ" جلد ۴ صفحہ ۴۰۸:۔

عربی	اردو
ومن المنحرفين عنه ابو عبدالرحمن	صاحب غارات نے عطا بن سائب سے روایت کی ہے
السلمی القاری روی صاحب کتاب	ایک شخص نے ابو عبدالرحمن سلمی کو قسم دی کہ جو تجھ سے
الغارات عن عطا بن سائب قال قال	سوال کروں ٹھیک جواب دینا اس نے قسم کھائی،
الرجل لابی عبدالرحمن السلمی انشدک اللہ	جب پکر قسم لے لی تو پوچھا سچ بتاؤ اسی روز سے
ان تسالتک لتخبرنی قال نعم فلما	تم دشمن علی ہوئے یا نہیں جس روز انہوں نے کچھ
اکد علیہ قال باللہ هل ابغضت	مال کوفہ میں تقسیم کیا اور تم کو اور تمہارے قبیلہ کو کچھ
علیا الا یوم قسم المال فی الکوفہ فلم یصلک	نہ دیا، ابو عبدالرحمن نے کہا چونکہ تم قسم دے چکے تو
ولا اهل بیتک منہ بشئ قال اما	سچ کہتا ہوں حقیقت یہی ہے کہ میں اسی روز سے
اذ انشدتنی باللہ فلقد کان کذلک	علی سے رنجیدہ ہوا

دوسرا راوی، عطا بن سائب ثقفی کوفی ہے، جو اسی ابو عبدالرحمن کا شاگرد ہے جس کی یہ حالت تھی، "میزان الاعتدال" جلد ۲ صفحہ ۸۷۱ میں ہے :-

عربی	اردو
وتغیر باخرہ وساء حفظہ وقال	آخر میں اس کو تغیر ہوگیا تھا، عقل زائل ہوگئی تھی
یحیی لا یحتج بہ وقال وهب قدم	حافظہ خراب ہوگیا تھا یحیی کہتے ہیں کہ یہ قابل
علینا عطاء بن السائب فقلت	احتجاج نہیں ہے، وہب کا بیان ہے کہ عطا
کم حملت عن عبیدہ قال اربعین	بن سائب سے ہم نے پوچھا تھا تم نے کتنی حدیثیں

حدیثاً قال علی بن المدینی لیس یروی عن عبیدۃ حرفاً

یاد کی ہیں عبیدہ سے کہا چالیس علی بن مدینی کہتے ہیں کہ ایک حرف کی بھی اُس سے روایت نہیں کی ہے،

یہ اکثر حدیثیں سعیدؔ بن جبیر سے اس طرح سے روایت کرتا تھا کہہ دیا کرتا تھا رسول اللہ سے روایت ہے، حالانکہ خود سعید اُن روایتوں کو رسول کے نام سے روایت نہ کرتے تھے اور اکثر تابعین سے روایت کرتا تھا اور صحابہ کی طرف منسوب کر دیتا تھا اور ایسا ضعیف ہے، کہ بخاری نے صرف ایک حدیث اِس سے لی ہے وہ بھی بہ طریق متابعت ذکر حوض میں، اور دوسرے راوی کے نام کے ساتھ اس کا نام بھی لے دیا ہے،

امام حاکم نے کہا ہے آخر میں اس کو اختلاط ہوگیا تھا اور محدثین نے اِس کو ترک کر دیا، عطاؔ کی یہ حالت آخر میں تھی کہ لوگ جب اس کو روایت بتاتے تو وہ یاد کر لیتا تھا کیونکہ وہ لکھ نہ سکتا تھا اور حافظہ بہت خراب تھا،

تیسرے راوی سفیان ہیں، سفیان دو ہیں، ایک سفیان ثوری، دوسرے سفیانؔ بن عیینہ اور دونوں عطا سے روایت کرتے ہیں، اب ہر ایک کی حالت ملاحظہ ہو،

سفیانؔ ثوری کی حالت تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۱۱۵ میں اس طرح درج ہے

کان مالک ینتقی الرجال وسفیان یروی عن کل واحد قال

امام مالک ایسے راویوں سے روایت کرتے تھے جن کا وہ انتخاب کر لیتے تھے اور سفیان جس سے پاتے

ابن المبارک حدثت سفیان بحدیث فجئته وھو یدلسہ فلما رآنی استحی وقال نرویہ عنک۔

روایت کرتے، ابنِ مبارک کہتے ہیں کہ سفیان ایک حدیث تدلیس کر کے بیان کر رہا تھا ناگاہ میں پہنچا مجھ کو دیکھ کر شرمندہ ہوا اور کہا ہم تم سے روایت کرتے ہیں،

سفیان بن عیینہ کوفی، کی حالت ملاحظہ ہو، تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۱۲۱ میں مندرج ہے،

ان ابن عیینہ فخلیرہ امرہ باخرہ وان سلیمان بن حرب قال لہ ان ابن عیینہ اخطاء فی عامۃ حدیثہ عن ایوب

آخر عمر میں اس کی عقل زایل ہو گئی تھی اور سلیمان بن حرب کہتے ہیں کہ جتنی اس کی روایتیں ایوب سے ہیں سب میں اس نے خطا کی ہے،

اور میزان الاعتدال ذہبی صفحہ ۳۵۹ میں ہے کہ:-

اجمعت الامۃ علی الاحتجاج بہ وکان یدلس

امت نے اس کی روایت قبول کرنے پر اجماع کیا ہے ہر چند کہ وہ مدلس تھا،

پھر امام احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں، علی بن مداینی نے ہم سے مباحثہ کیا اس بارے میں کہ راویانِ زہری میں کون زائد ثابت ہے علی بن مداینی نے کہا کہ سفیان بن عیینہ اور ہم نے کہا مالک، کیونکہ مالک کی خطا سفیان سے کم ہے سفیان

تخمیناً زہری کی بیس حدیثوں میں غلطی کرتا ہے، جس میں سے اٹھارہ حدیثیں اُسی وقت ہم نے بتائیں اور کہا کہ بتاؤ مالک کی حدیثوں کو، اُس وقت دو یا تین حدیثیں اونہوں نے مالک کی بتائیں، پھر ہم نے کہا کہ سفیان کی عقل زائل ہوگئی تھی ۱۹۷ھ میں جس نے اس سے اس سنہ میں روایت کی وہ لاشئے ہے

چوتھے راوی یحییٰ ہیں اور وہ بھی دو ہیں :-

ایک یحییٰ بن شبیب یمامی جو سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں ان کی بابت میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۵۸۶ میں ہے،

قال ابن ابی حاتم لا یحتج بہ بحال یروی عن الثوری مالم یحدث بہ قط	امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ یہ کسی طرح اس قابل نہیں کہ ان کی روایت سند ہو، کیونکہ ثوری سے یہ ایسی روایتیں کرتا ہے جس کو کبھی ثوری نے نہیں کہا

دوسرے یحییٰ بن سعید ہیں یہ بھی ثوری سے روایت کرتے ہیں ان کی حالت یہ ہے تہذیب جلد ۴ صفحہ ۱۱۲ میں ہے،

یحییٰ بن سعید عطاء انصاری یحییٰ بن معین اِس کو ضعیف جانتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اُس کی کتابوں کو نکال ڈالا اور اُس نے بہت سے روایاتِ منکرہ کی روایت کی ہے، اور عثمان دارمی یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ وہ

لاشئے ہیں، زجانی اور عقیلی کہتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ ابن خزعہ کہتے ہیں کہ وہ قابلِ احتجاج نہیں، دارقطنی کہتے ہیں وہ ضعیف ہے۔ ابنِ عدی کہتے ہیں کہ اُس نے ایک کتاب لکھی حفظ اللسان ہیں اُس میں ایسی حدیثیں درج کیں کہ جس سے اُس کو نہیں مانا جا سکتا اور وہ بین الضعف ہے۔

ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ وضعی روایتیں نقل کیا کرتا ہے لہٰذا قابل سند نہیں، ساجی کہتے ہیں اُس کے پاس بہت سے منکرات ہیں۔ مسلمہ بن قاسم کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔

جس خبر کے راویوں کا یہ حال ہو بھلا بتاؤ اُس کا کیا اعتبار، یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم بلکہ صحاح ستہ نے کسی نے بھی اِس روایت کو نقل نہیں کیا، پھر نہ معلوم وہ کون سے خاص وجوہ تھے جس کی بناء پر شبلی صاحب نے اپنی تحقیق کا سرمایہ اِس خبر کو قرار دیا، حالانکہ اِس خبر سے زیادہ مضبوط سند کی دو اور روایتیں ہیں،

ایک وہ جس کو امام حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے۔

حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب الحافظ ثنا علی بن الحسن ثنا عبد اللہ

خود حضرت علی کی روایت ہے کہ ایک شخص نے انصار سے ہم لوگوں کی دعوت کی قبل اس کے

بن الولید ثنا سفیان وحدثنا ابو زکریا یحییٰ
بن محمد العنبری ثنا ابو عبد اللہ البوشنجی ثنا احمد
بن حنبل ثنا وکیع ثنا سفیان عن عطا بن السائب
عن ابی عبد الرحمٰن السلمی عن علی رضی اللہ عنہ
قال دعانا رجل من الانصار قبل ان تحرم الخمر
فتقدم عبد الرحمٰن بن عوف فصلی بہم
المغرب فقراء قُلْ یَآ اَیُّھَا الکَافِرُوْنَ فالتبس
علیہ فیھا فنزلت لَا تَقْرَبُوا الصَّلوٰۃَ وَ
اَنْتُمْ سُکَارٰی ھذا حدیث صحیح الاسناد لم
یخرجاہ

کہ حرمت خمر نازل ہو تو عبد الرحمٰن بن عوف نے
نماز مغرب پڑھائی اور اُس میں قُلْ یَآ اَیُّھَا
الکَافِرُوْنَ کو پڑھا جس میں غلطی کی اُس وقت
یہ آیہ نازل ہوا لَا تَقْرَبُوْا الصَّلوٰۃَ وَاَنْتُمْ
سُکَارٰی یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر اِن
دونوں (بخاری و مسلم) نے اِس روایت کو نہیں
لکھا ہے،

امام حاکم کا یہ اعتراض صحیح بخاری و صحیح مسلم پر ہے، مگر شبلی صاحب نے کوئی وجہ ترجیح سنن کی روایت کو اِس روایت پر نہ بتائی، صاف ظاہر ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف کی اِس حرکت کو حضرت علی کے سر منڈھا گیا اور عبد الرحمٰن سلمی نے عداوت سے تغیر اسم کر دیا، حالانکہ ترجیح اس روایت کو اس لیئے بھی ہے کہ امام احمد بن حنبل اور امام وکیع اِس کے راوی ہیں بخلاف روایت سنن کہ کسی امام سے روایت نہیں ہے۔

پھر یہ اتہام اُس مقدس ذات کے بارے میں جس کے متعلق حسن بصری سا بزرگ اماں بن عیاش سے فرماتا ہے،

وقد قال رسول اللہ وابو ھما خیر منھما ولم یجر علیہ اسم شرک ولا شرب خمر	حسن بصری نے امان بن عیاش سے کہا، کہ رسول خدا نے علی کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ اپنے دونوں فرزندوں (حسنین) سے بہتر ہیں اور یہ وہ وجود مقدس ہے جس پر کبھی نام شرک و شرب خمر کا نہیں جاری ہوا،

(دیکھو شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۴ صفحہ ۲۰۷، از واقدی) ظاہر ہے کہ شبلی صاحب کی تحقیق حسن بصری سے محقق کے سامنے کیا منزلت رکھتی ہے"

دوسری وہ روایت ہے جس کو شیخ شہاب الدین المشیہی نے "مستطرف" جلد ۲ صفحہ ۳۴۰ مطبوعہ مصر میں نقل کیا ہے :-

قد نزل اللہ تع فی الخمر ثلاث ایات الاولی قولہ تعالی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ، الایہ فکان من	خدا نے شراب کے بارے میں تین آیتیں نازل کیں پہلی آیت تو یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ ہے اس آیہ کے بعد بھی کچھ مسلمان شراب پیتے رہے اور کچھ نے چھوڑ دی یہاں تک کہ ایک شخص نے

من المسلمين من شارب ومن
تارك، الى ان شرب رجل فدخل فى
الصلوة فهجر فنزل قوله تعالىٰ
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ
وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ
فشربها من شربها من المسلمين
وتركها من تركها حتى شربها
العمر رضى الله تعالىٰ عنه فاخذ
بلحى ابعير د شج به رائس عبدالرحمٰن
بن عوف ثم قعد ينوح على قتلى
بدر لبشعر الاسود بن يعفر يقول
وكائن بالقليب قليب بدر
من الفتيان والعرب الكرام
ايوعدنى ابن كبشة ان سنحيا
وكيف حياة اصداء وهام

شراب پی کر نماز پڑھی اور ہذیان بکنے لگا اس پر
آیۂ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا
الصَّلٰوةَ نازل ہوئی، پھر بھی بعض مسلمان
پیتے رہے اور بعض نے ترک کردی یہاں تک کہ
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب پی اور اونٹ
کے جبڑے کی ہڈی لے کر سر عبدالرحمٰن بن عوف کا
زخمی کیا، اِس کے بعد کشتگانِ بدر پر بیٹھ کر نوحہ
پڑھنا شروع کیا، اسود بن یعفر کے اشعار سے
(جس کا یہ ترجمہ ہے) کتنے ہیں بدر کے کنوئیں میں
جوانوں اور عرب کرام سے، کیا ہم کو ڈراتا ہے ابن کبشہ
(یہ خطاب کافروں نے رسول کو دیا تھا) کہ ہم
دوبارہ زندہ کیے جاویں گے اور کیونکر ہو سکتا ہے
زندہ ہونا صدا اور ہام کا (یہ دونوں چیزیں
معتقدات کفار سے ہیں) کیا تو اس سے عاجز ہے
کہ ہماری موت کو روکے، اور اس پر قادر ہے کہ

ایحزان یرد الموت عنی
وینشرنی اذا بلیت عظامی
الا من مبلغ الرحمن عنی
بانی تارك شهر الصیام
فقل لله یمنعنی شرابی
فقل لله یمنعنی طعامی"
فبلغ ذلك رسول الله فخرج مغضبا
یجر ردائه فرفع شیئا کان فی
یده فضربه به فقال اعوذ بالله
من غضبه وغضب رسوله فانزل الله
تعالیٰ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّوْقِعَ
بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ
وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ
الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ فقال
عمر انتهینا انتهینا

جب ہماری ہڈیاں سڑ جاویں تو اُن کو زندہ
کرے، کوئی ہے ایسا کہ جو خدا کو ہمارا پیغام
پہنچا دے کہ ہم نے ماہ رمضان کا روزہ
چھوڑ دیا، کہہ دو خدا سے کہ وہ ہماری شراب
روکے، اور کہہ دو خدا سے کہ ہمارا کھانا
روکے.
جب یہ خبر رسول خدا کو پہنچی تو حضرت
دولت سرا سے اس طرح برآمد ہوئے کہ کچھ
ردا زمین پر کھنچتی جاتی تھی اور حضرت نے
اُس چیز کو اُٹھایا جو آپ کے ہاتھ میں تھی
اور عمر کو مارا، حضرت عمر نے کہا میں پناہ
مانگتا ہوں غضب خدا اور رسول سے تب
یہ آیہ نازل ہوا اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ
الآیۃ، تب حضرت عمر نے کہا ہم باز آئے
ہم باز آئے.

اب فرمائیے سنن کی روایت سے معارض یہ دو روایتیں موجود ہیں، سند بھی سنن داؤد کی روایت کی معلوم ہو چکی، پھر کوئی مورخ اس خبر کو ان دو خبروں کے مقابل میں کس بناء پر ترجیح دے گا، درآنحالیکہ ہمیشہ کے شراب پینے والوں سے ممکن ہے کہ حسبِ عادت پی جاویں، بخلاف اُس شخص کے جس کے کنبہ میں بھی کسی نے شراب نہ پی ہو'

بس اسی قدر کافی تھا مولانا شبلی صاحب کی تنقید میں، لیکن ابھی ایک بہت بڑے مغالطہ کا جواب ضروری ہے جو کہ شبلی صاحب کو تنہا نہیں ہے بلکہ بہت لوگ اور بھی اس مغالطہ میں مبتلا ہیں اور وہ یہ ہے کہ :-

"مصلحت کے لحاظ سے اسلام کے تمام احکام بتدریج آئے ہیں اِس لئے شراب بھی بتدریج حرام کی گئی ہے"

یہی وہ مغالطہ ہے، جس سے بہت سے شراب خواری اور حرام کاری کے واقعات مصنفین نے لکھ دئے ہیں اور یہ کہہ کر جان چھڑائی ہے کہ نزولِ حرمت کے قبل کا یہ واقعہ ہے'

یہ بالکل غلط ہے اور کتب الٰہیہ سے غفلت ہے یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے تصریح فرما دی ہے، کہ ان السکر لم یزل محرما، مسکرات تو ہمیشہ سے حرام ہیں

جنابِ امیہ کا کیا ذکر، اور ذاتِ مقدسہ رسول سے کس کی مجال جو گستاخی کرے، اِن کا تمام خاندان اور تمام بنی ہاشم ام الخبائث سے محفوظ تھے اور شرب خمر کو اثم کبیر سمجھتے تھے،

سیرۃ حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳ بذیل قصہ جناب قصی لکھا ہے کہ:۔

فلما احتضر قال لاولادہ اجتنبوا الخمرۃ فانھا تصلح الابدان وتفسد الاذھان	جب حضرت قصی کی وفات قریب ہوئی تو اپنی اولاد کو جمع فرما کر وصیت کی، شراب نہ پینا اگرچہ یہ مصلح بدن ہے لیکن ذہن کو فاسد کرتی ہے،

اور سیرۃ نبویہ سید احمد زینی وحلان میں ہے کہ:۔

ولما احتضر قال لبنیہ اجتنبوا الخمرۃ فانھا تصلح الابدان و تفسد الاذھان	جناب قصی نے بوقت موت اولاد کو جمع فرما کر وصیت کی، اے فرزندو! شراب نہ پینا اگرچہ یہ مصلح بدن ہے لیکن ذہن کو فاسد کرتی ہے

یہی تو خدا نے قرآن کے نزول کے بعد بھی فرمایا اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا؟"

جناب قصی کس شان کے تھے، خمیس دیار بکری جلد اول صفحہ ۱۰۵ میں ہے:۔

فکان امرہ فی حیاتہ وبعد موتہ	حضرت قصی کا یہ درجہ تھا، زندگی اور بعد موت

کالدین المتبع لا یعمل بغیرہ و	کہ اُن کے احکام کی تعمیل مثل دین متبع کے
اتخذ لنفسہ دار الندوۃ قبیل	ہوتی تھی اُنہوں نے اپنے واسطے ایک مکان
کانت فی جہۃ الحجر والمیزاب عند	بنایا تھا، جو حجر و میزاب کے کنارے تھا قریب
المقام الحنفی، وجعل بابہا الی	مقام حنفی اور دروازہ مسجد کعبہ کی طرف تھا،
مسجد الکعبہ تقفیہا کانت قریش	جس میں قریش کے معاملات فیصل ہوتے تھے
تقضی امورہا ولم یکن ید خلہا	اور بجز قریش و اولاد قصی کوئی اُس مکان میں
من قریش من غیر ولد قصی الا ابن	نہ جا سکتا تھا، جب تک چالیس سال کا نہ ہو
اربعین سنۃ وکان ید خلہا ولدہ	اولاد قصی کو ہر طرح کی آزادی تھی جب چاہیں
کلہم وحلفائہم	داخل ہوں اور اُن کے حلیف،

ظاہر ہے جناب قصی کی وصیت اور احکام کا اتباع اُن کی اولاد[۵] جناب عبد مناف

و حضرت ہاشم و حضرت عبد المطلب و حضرت حمزہ و حضرت ابوطالب جو لوگ

متولیانِ کعبہ سے تھے کہاں تک نہ کرتے ہوں گے، پھر ذاتِ مقدسہ نبوی و علوی

نعوذ باللہ کب ایک دقیقہ کے واسطے مرتکب ہو سکتے ہیں،

[۵] جاہل و ناداں لوگوں نے بزرگان حضرت رسولؐ کی شان میں جو گستاخیاں کی ہیں اُن کے

جواب کا یہ محل نہیں ہے ۱۲ منہ

حرمت خمر مخصوصاتِ دینِ رسول سے نہیں ہے

شراب کی حرمت ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ رہی، یہی وجہ ہے کہ بنا بر تحقیق شبلی صاحب بھی قبل نزول قرآن مجید نیک بندے محترز تھے اور اُس کو تقویٰ کی نشانی سمجھتے تھے، "فقہ ابو اللیث تنبیہ الغافلین" میں ہے :۔

من عطا بن یسا سأل کعب الاحبار هل حرمت الخمر فی التوراة قال نعم هذه الایة اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ مکتوبة فی التوراة انما انزل بالحق لیذهب الباطل و یبطل اللعب والدف والمزامیر و الرقص والخمر وهی مرة ای فتنة لشاربها

کعب الاحبار سے سوال کیا گیا کہ توریت میں بھی شراب کو حرام کہا گیا ہے یا نہیں، اونھوں نے کہا ہاں یہ آیت موجود ہے "اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ" یہ آیت برحق ہے باطل کے دُور کرنے کے لیۓ اور لعب و دف و مزامیر و رقص سبھی باطل ہیں اور شراب پینے والے کے واسطے فتنہ ہے،

اور اسی تنبیہ الغافلین میں ہے کہ اوس بن سمعان نے بقسم رسول خدا سے عرض کی :۔

انی لاجد فی التوراة ان الخمر

میں نے پچیس مقام پر توریت میں حرمت خمر کو

محروم خمساً وعشرین مرۃ وویل لشارب	لکھا پایا ہے اور وائے ہو شارب خمر پر اور خدا پر
الخمر وحق علی اللہ ان لا یشربھا عبد من	لازم ہے کہ جو کوئی دنیا میں شراب پیوے خدا اُس کو
عمدہ فی الدنیا الا سقاہ اللہ من طینۃ الخبال	طینۃ خبال پلا دے،

باوجود اِن تاریخی شہادتوں کے موجودہ توریت بھی شراب کو حرام بتاتی ہے:۔

(۱) پھر خداوند نے خطاب کر کے ہارون کو بتایا کہ جب تم جماعت کے خیمہ میں داخل ہو تو تم مے یا کوئی چیز جو نشہ کرنے والی ہو نہ پیجیو، نہ تو اور نہ تیرے بیٹے، تا نہ ہو کہ تم مر جانا، اور یہ تمہارے لئے تمہارے قرنوں میں ہمیشہ تک قانون ہے، تاکہ تم حلال وحرام اور پاک اور ناپاک میں تمیز کرو اور تاکہ تم سارے احکام جن کو خداوند نے موسیٰ کے وسیلے سے تم کو فرمائے ہیں اسرائیل کو سکھاؤ، (حبارہ باب ۱۰، آیت ۸ تا ۱۱)

(۲) خداوند کے فرشتے نے منوحہ سے کہا کہ اُن سب چیزوں سے جو میں نے کہیں یہ عورت پرہیز کرے، وہ ایسی کوئی چیز جو تاک سے پیدا ہوتی ہے نہ کھاوے اور مے یا کوئی نشہ نہ پیئے اور ناپاک چیز نہ کھاوے اُن سب حکموں کی جو میں نے اُس سے کہی ہیں محافظت کرے،" (قاضیوں کی کتاب باب ۱۳، آیت ۱۲ تا ۱۴)

مذکورہ حکموں سے صریحی مے اور ہر نشہ دار شئے کی ممانعت و حرمت ثابت ہے اور ابد تک کے واسطے ممنوع کی گئی ہے، لہٰذا ماننا ہوگا کہ سب انبیا اور تابعین

شراب سے محفوظ تھے اور لوگوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے تھے،

ہمارے رسول مقبول بھی اسی حکم و شریعت کے پابند تھے اور قبل نزول قرآن مجید شراب اُن کے لئے اور اُن کے تابعین کے لئے ویسی ہی حرام تھی جیسے بعد نزول قرآن مجید، قرآن مجید میں صرف تصدیق انبیاء کے واسطے، احکام نازل ہوے ہیں، یا سابق حکموں سے بہتر حکم بتائے ہیں، شراب جب کہ پہلے سے حرام تھی تو کیسے ہوسکتا تھا کہ قرآن اُس کی تصدیق نہ کرے اور کچھ زائد اصلاح نہ کرے، لہٰذا یہ کہنا غلط ہوگا کہ ایک منٹ کے واسطے بھی یہ خبائث عہد رسول میں حلال تھے، کون کہہ سکتا ہے کہ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ کے نزول کے پہلے شراب حلال تھی اور کب پینے والا یہ عذر کرکے چھوٹ سکتا تھا کہ قرآن میں یہ حکم نہیں ہے، اگر یہ فقہی استدلال صحیح ہے تو قبل نزول قرآن و آیاتِ توحید و عدل و نبوّت جو لوگ منکر تھے وہ کافر و مشرک نہ ہوں گے نہ بُت پرستی کوئی برائی کی بات ہوگی، کیونکہ ابھی تو نزول قران مجید ہوا نہیں، ارے جناب رسول احکام الٰہی کے دہرانے والے تھے یہ سب احکام پہلے سے آچکے ہیں، گمراہ و متمرد قوم کو صرف تنبیہہ کرنا تھی، شراب خواری کی ممانعت ویسی ہی ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے :۔

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْیَتَامٰی قُلْ اِصْلَاحٌ اے رسول! آپ سے پوچھا جائے گا یتیموں کی

لَّهُمْ خَيْرٌ (بقر) بابت کہدیجئے گا کہ اُن کے ساتھ نیکی کرو،

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اِس حکم کے قبل اسلام میں یتیموں سے بے پروائی اُن پر ظلم وستم شریعت میں جائز تھا اِس حکم نے روک کی، معمولی عقل کا انسان بھی اس کو خلاف انسانیت سمجھے گا، چہ جائیکہ نبی، کیا وہ واقف نہ تھے اور قوم کو منع نہ کرتے تھے اور خود عامل نہ تھے اور نزول قرآن مجید کے منتظر بیٹھے تھے، نہیں قبل نزول قرآن مجید وحی الٰہی نے اُن کو تمام احکام اور شرائع انبیاء سے خبر کر دیا تھا، ان کے بزرگ اُن کو بتا چکے تھے، انہیں احکام کے یہ پابند تھے جیسا کہ قرآن مجید نے اُن جناب کی ہستی کو صاف صاف بیان کر دیا ہے :-

رسولی شان قرآن مجید سے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا	وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی و نصرانی
وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ	اور صابئی ہیں اور ایمان خدا و روز آخرت پر رکھتے
بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا	ہیں نیک عمل کرتے ہیں اُن سب کا خدا کی
فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا	درگاہ میں اجر ہے، نہ اُن کو کچھ خوف ہے اور نہ
خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥	غم ہے،

(بقر و مائدہ)

ناموں کا اختلاف اور مختلف شریعتوں پر عمل کسی کے واسطے مضر نہ تھا معیار رستگاری، فلاح و نجات انہیں تین باتوں میں ہے،

(الف) خدا پر ایمان

(ب) روز جزا کا اعتقاد

(ج) نیک عمل

بعد اس کے اطمینان کی زندگی بسر کریں، بے خوف و خطر رہیں، خدا اس کا پھل ضرور دے گا، اب بتاؤ قرآن مجید کے رو سے کیا وہ عمل صالح کرتے تھے جو شراب خواری میں مبتلا ہوں، شراب خواری عمل صالح نہیں، لہٰذا مذکورہ فرقہ یا رستگار نہیں تب تکذیب قرآن ہوگی یا شراب خوار نہ تھے، اسی وجہ سے قرآن مجید میں مستحق تعریف ہوئے

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ — خدا کی تمام انسانی مخلوق ایک ہی امت تھی، خدا نے ان میں

اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ — انبیاء بھیجے جو خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے تھے،

وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ — وہ انبیاء اپنے ساتھ کتابیں لے کر آئے تھے جو برحق تھیں

بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا — (کتابوں کی غرض صرف اتنی تھی) کہ لوگوں میں جن باتوں

اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ — میں اختلاف ہو وہ نبی کی کتابوں سے ان اختلافات کو

بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ — برطرف کریں، اختلاف کرنے والے بھی وہی لوگ تھے جو

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا — جوظاہر بظاہر احکام سُن لینے کے بعد تمرد و سرکشی کرتے

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ (بقر) — تھے خدا نے اُن لوگوں کو ہدایت کی جو کہ ایمان لائے،

جب کہ تمام مخلوق ایک امّت تھی، اور سب کی شریعت ایک، سب کے لئے ایک احکام بلا اختلاف، تو نبیوں کی ضرورت کیوں ہوئی، صرف اسی لئے کہ اختلاف مٹایا جائے، ایک راہ پر سب کو چلایا جائے، جو قرآن نے حلال کیا وہی حلال ہمیشہ تھا اور جو قرآن نے حرام کیا وہی ہمیشہ سے حرام تھا، تو شراب خواری کسی وقت کب حلال ہو سکتی ہے، ہمیشہ سے حرام ہوگی اور ہمیشہ حرام رہے گی،

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا — اے رسول آپ کو ہم نے حق کے ساتھ بشیر و نذیر

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ — کرکے بھیجا ہے، کوئی امّت بے نذیر نہیں چھوڑی گئی

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ — جو آپ کو جھٹلائے وہ آپ کے پچھلوں کو جھٹلاتا ہے

مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ — جو بھیجے گئے تھے بینات و زبر اور روشن کتاب

بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ (فاطر) — کے ساتھ،

کیا بشیر و نذیر کی یہی شان ہے کہ نعوذ باللہ وہ شارب الخمر ہو، یا دوسروں کو اجازت دے، یا بینات و زبر و روشن کتابوں کی یہی شان ہے کہ شرب خمر کی اجازت دیں، کیا سب نبیوں کی راہ اور سب کی شریعت کی یکسانی اسی میں ہے کہ قرآن تو

شراب کو حرام کرے اور پچھلی شریعتیں جائز ٹھہرا دیں،

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّ	ہم نے توریت بھیجی جس میں ہدایت و نور ہے،
نُوۡرٌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ	جس سے انبیا حکم دیا کرتے تھے، وہ لوگ جو
اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ	اسلام لائے یہودی، ربانی اور احبار تھے...
وَالۡاَحۡبَارُ ..... وَقَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ	..... اُنہیں کے بعد اُن کی نشانیوں پر
بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ	پر چلنے والے عیسیٰ بن مریم تھے جو توریت
يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ‌ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ	کے مصدق تھے اور انجیل لائے تھے، جو
فِيۡهِ هُدًى وَّنُوۡرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ	ہدایت و نور تھی اور توریت کی مصدق اور
يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ .	جامع تھی،

یہودی، ربانی و احبار سب ایمان لانے والے توریت و انجیل پر مسلمہ تھے، توریت و انجیل نور و ہدایت تھی، کُل انبیاء اسی کے پیرو تھے، عیسیٰ اور انجیل اُن پچھلے نبیوں کے مصدق تھے اور انہیں احکام کے جامع، صاف و صریح ہے کہ سب کے یکساں احکام تھے، حلال و حرام سب کا یکساں تھا، اگر اختلاف ہوتا تو ایک دوسرے کی مصدق و جامع نہ کہلاتے، اگر اعمالِ بد شراب خواری، جوا، زنا وغیرہ حلال ہوتا جیسا کہ موجودہ کتب میں درج ہے تو وہ نور، ہدایت نہ ہوتیں، اُن کی پیروی میں

نبیوں کی بھلائی تھی نہ تابعین کی، نہ خدا سے یہ امید ہوسکتی ہے کہ وہ ہدایت کے بدلہ ضلالت میں قوم کو مبتلا کرے،

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ	اے محمد! آپ کو جس دین کی شریعت
نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا	دی گئی ہے وہی ہے جس کو نوح نے وصیت
وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى	کی تھی، وہی بذریعۂ وحی آپ تک بھیجا گیا
اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ	اور اسی کی ہم نے وصیت کی تھی ابراہیم وموسی وعیسی کو
(شوریٰ)	یہ کہ دین کو قائم رکھیں اور تفرقہ نہ ڈالیں،

حضرت نوح سے تا حضرت خاتم النبیین ایک دین، ایک مذہب، ایک شریعت تھی، محمد عربیؐ پچھلے نبیوں سے مختلف احکام بتاتے تو وصیت الٰہی کے خلاف تھا، اور تفرقہ وپھوٹ کا باعث ہوتے، پچھلی شریعت حضرت نوح کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ تک کی حضرت رسول کو بذریعہ وحی بتادی جاچکی تھی، محرماتِ الٰہیہ سے رسول واقف کرادئے گئے تھے، قوم کے سمجھانے کے واسطے قرآن مجید نازل ہوا،

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا	جس نے ملت ابراہیم سے روگردانی کی اُس نے
مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ	حماقت کی اور دھوکے میں ڈالا، ہم نے ابراہیم
فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ	کو دنیا بھر میں برگزیدہ کیا اور آخرت میں وہ

الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ — صالحوں میں سے تھے، اس لئے کہ جب ہم نے اُن سے

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى — کہا اسلام لاؤ تو انہوں نے کہا ہم رب العالمین

بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ — کے لئے مسلمان ہوئے اور ابراہیم نے وصیت کی اپنی

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ — اولاد کو اور یعقوب کو، اے فرزندو! خدا نے تمہارے

اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ — واسطے دین کو برگزیدہ کیا ہے تم مسلمان ہی مرنا۔

اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ — کیا تم گواہ نہیں ہو کہ جب موت یعقوب کی قریب ہوئی

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ — تو اپنی اولاد سے کہا میرے بعد کس کی پرستش کروگے

اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ — عرض کی کہ آپ کے خدا اور آپ کے بزرگوں کے خدا ابراہیم

وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ — واسمٰعیل و اسحٰق کی وہ ایک خدا ہے اور ہم اُسی پر

..... وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى — اسلام لائے ہیں ..... وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم یہودی

تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ — تھے یا نصرانی ہدایت یافتہ، کہدو اُن سے تم ملت ابراہیم

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا — پر ہو جو یک رخی ہے اور مشرک نہیں ہو، کہو ایمان

بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلٰٓى — لائے خدا پر اور جو ہم پر نازل ہوا اور جو ابراہیم و

اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ — اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و اسباط پر آیا اور جو موسیٰ

وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ — و عیسیٰ لائے اور انبیا اپنے رب کی طرف لائے ہم

اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ — کسی نبی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم خدا پر

اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ (بقر) — اسلام لائے ہیں،

صاف وواضح ہے کہ نہ نبیوں میں فرق تھا نہ اُن کی شریعتوں میں اور ایک نبی کی دوسروں سے یہی وصیت رہی کہ کسی نبی میں فرق نہ کریں نہ شریعت میں، ہمارے نبی بھی ویسے ہی تھے جیسے پچھلے، اُن کی شریعت بھی ویسی ہی تھی، پچھلے بھی مسلمان تھے اور یہ اُمت بھی ویسی ہی مسلمان ہے، اِس آیۃ سے واضح تر اور کون سی آیت ہوسکتی ہے جو ہمارے دعویٰ کا قطعی فیصلہ کرتی ہو شریعت ودین الٰہی غیر متبدل ہے جو قرآن میں ہے وہی سچی تعلیم سب نبیوں کی تھی

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ — جس نے اسلام چھوڑ کر کسی دوسرے دین کی پیروی کی

مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ — اُس کا کوئی عمل مقبول نہیں ہے اور آخرت میں وہ

(آل عمران) — خائب وخاسر ہے،

سُنَّۃَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ — ہمارے رسول کی شریعت وہی ہے جو قبل کے انبیاءؑ

رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا — کی سنت تھی اور بلاشبہ خدا کی سنت میں کوئی

(اسری) — تبدیلی نہ پاؤ گے،

فَھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ — تم خود پچھلی سنتوں کو دیکھ لو تحریف وتصحیف نہ ہوتی

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ — تو ابتدا سے انتہا تک تبدیلی وتغیر نہ پاتے۔

تجد لسنت اللہ تحویلا (فاطر) شریعت محمدی) یہ سنت بھی ہو بہو پچھلوں کی سی سنت ہے

سنت اللہ التی قد خلت فی عبادہ ج سنتِ اللہ تو وہی ہے جو اُس نے اپنے بندوں کو

وخسر ھنالک الکافرون (مؤمن) دے بھی ہے کافر اُس سے محروم ہیں،

سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل صلے خدائی سنت تو وہی ہے جو قبل سے اور ہمیشہ یکساں

ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا (فتح) رہی اور اُس کی سنت میں تبدیلی نہیں ہے،

مذکورہ آیات دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ محرمات الٰہیہ کسی زمانہ میں حلال تھے یا حلال چیزیں کسی عہد میں بھی حرام کی گئیں جب تک موضوع و محل نہ بدلا ہو ایسے تغیرات و تبدلات جہاں پاؤ گے لابدوہ اخبار و احادیث و تواریخ کی گڑھت و موضوعیت کی وجہ سے اور صاف و صریح آیاتِ قرآن کے مقابل پوچ و لچر ہے ایک نبی کے بعد دوسرے نبی تک جس کو زمانۂ جاہلیت ما فترۃ کہتے ہیں، کیا اُس وقت میں پچھلی شریعتوں پر چلنے والے اور صحیح مؤمن ایک بھی نہ تھے؟ حضرت عیسیٰ کے وقت سے حضرت خاتم النبیین تک کیا قوم بے شریعت مطلق العنان چھوڑی گئی تھی؟ کیا رسول کے بزرگ اور خود رسول قبل بعثت کسی شریعت کے پابند نہ تھے؟ تو پھر کیا تھے؟ (نعوذ باللہ کافر) اور اگر پابندِ شریعت تھے تو بتاؤ کس شریعت کے۔ جس شریعت کے پابند تھے اُس شریعت میں شراب خواری کیا جائز تھی

اگر تھی تو اُس کا کیا ثبوت ہے؟ اگر نہ تھی تو نعوذ باللہ رسول و علی کا مبتلا ہونا اِس گناہ میں بے شک جرم کبیرہ ہو گا،

اگر نعوذ باللہ پچھلوں کو شراب خوار و بدکار کہا جاوے تو قرآنی ہدایات سب غلط ہوں گے، یعنی اُن کے صفات و مدح عمل صالح، درگاہِ الٰہی میں ماجور ہونا، نعذیر سے بے خوف ہونا، ملت ابراہیم پر ہونا، مسلمان ہونا، برگزیدہ ہونا، مبشر و نذیر ہونا، مصدق انبیا و مصدق کتب ہونا، آثار انبیاء کا متبع ہونا، سنّت الٰہیہ کی پابندی یہ کچھ بھی صحیح نہ ہو گا، ماننا پڑے گا کہ رسول اور اُن کی اولاد اور پرورش یافتہ لازمی طور پر نزول قرآن مجید سے پیشتر بھی آثار انبیائ کے متبع، اعمال صالحہ کے پابند تھے، اور شریعتِ سابقہ کے عالم اور عامل تھے،

شبہ

نسخ شرائع سے یہ نہ سمجھو کہ سنت الٰہیہ میں تبدیلی و تغیر ہوتا تھا، خود قرآن مجید نے نسخ کو بتادیا ہے کہ کب اور کس طرح ہوتا ہے،

مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ	نسخ و محو کسی حکم کا اسی طرح ہوتا ہے کہ
بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ۗ أَلَمْ تَعْلَمْ	حکم سابق سے بہتر یا مثل اُس کا پیش کیا جاوے
أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (بقر)	کیا تم خدا کو قادر نہیں سمجھتے،

بس نسخ اسی اصول پر ہوتا ہے اور اس کے سوا غلط ہے، قرآن مجید الٹ ڈالو اِس اصول کے خلاف نہ پاؤگے درحقیقت یہ تبدیلِ سنت و تغیر نہیں ہے'

پھر شراب خواری، زنا، چوری، جوا، جھوٹ، ظلم، اگر کبھی جائز سمجھا جاوے تو ایسے ناقص وغلط احکام خدائی شان کو جیسا کہ اب بتاتے ہیں ہمیشہ اسی طرح سے خلاف شانِ الوہیت ہوں گے' اور جب کہ ہمیشہ سے عقلاً ونقلاً یہ اشیاء حرام ہیں تو ایسی حرمت سے بہتر یا مثل اور کون سا حکم ہے، جس کو قرآن نے بتایا اور نسخ ہوا لہذا نسخ بھی خدائی قانون مقررہ کے خلاف محال ہے، واللہ الھادی الی سواء السبیل

احمد النقوی (معین الحکماء، حکیم الامۃ' علامہ ہندی)

۲۴- اگست ۱۹۲۵ء، نمبر ۹۴ لوجیت پور روڈ

کلکتہ

اِطلاع

اس رسالہ کی قیمت ۳ر آنہ ہے ۴ر آنہ کا اسٹامپ
بھیج کر ذیل کے پتہ سے دستیاب ہو سکتا ہے
تاجرانِ کتب کے لئے خاص رعایت کی جائے گی
اس کے لئے خط و کتابت کی جائے

مالک مطبع نادری

راجہ ساگر اسٹریٹ جبل پور